سوال

میری شادی کو اب تک چار برس ہوچکے ہیں اور میرے ہاں ایک بیٹا بھی پیدا ہوا ہے جس کی عمر ڈیڑھ برس ہے، اس عرصہ میں میں نے ازدواجی زندگی کی ہر مشکل دیکھی ہے مثلاً مجھے زدوکوب بھی کیا گیا، اور بے عزت بھی، اور مجھے گھر سے بھی نکالا گیا اور میرا نان و نفقہ بھی بند کیا گیا، لیکن سب بچوں کی طرح میرے بچے کا بھی باپ ہونا ان تکلیفوں کے مقابلہ میں بالکل ہلکا لگتا ہے لیکن میرا سوال یہ ہے کہ: اس شادی سے سات برس قبل میری شادی یونیورسٹی کے کلاس فیلو کے ساتھ ہوئی، لیکن ابتدائی طور پر طویہ شادی عرفی تھی، اور جب خاندان والوں کو علم ہوا تو یہ شادی شرعی طور پر مکمل کرلی گئی، لیکن یہ شادی مستقل نہ رہی اور ہمارے درمیان طلاق ہوگی اور اس کے بعد میں نے اپنے موجودہ خاوند کے ساتھ شادی کرلی، یہ علم میں رہے کہ شادی سے قبل میرے اس خاوند کو میری پہلی شادی کا علم تھا، اب مشکل یہ پیش آرہی ہے کہ اب وہ دن رات مجھے اس کے طعنے دیتا رہتا ہے اور ذلیل کرتا ہے اور اس میں اور مشکل اس طرح پیدا ہوئی ہے کہ میری ساس ہمارے درمیان دخل دیتی ہے، اور ہماری زندگی اجیرن کرنے لگی ہے، اور میں خاوند کے ساتھ جس معاملہ کی بھی اصلاح کرنے میں کامیاب ہوتی ہوں وہ اسے خراب کرکے رکھ دیتی ہے آخر میں یہ ہے کیونکہ ہم سب ایک ہی گھر میں رہتے ہیں جس میں ساس کا عمل دخل ہے اور وہ ہماری مشکل میں بھی دخل دیتی ہے، اس نے جو کچھ بھی سنا اور میری پہلی شادی کا بھی میری ساس کو علم ہوگیا، اور اب میری ساس اور سسر اپنے بیٹے سے مجھے طلاق دینے کا مطالبہ کرتے ہیں کہ اسے طلاق دے کر اس کا سارا سامان رکھ لو یہ علم میں رہے کہ میرا خاوند مجھے طلاق نہیں دینا چاہتا، کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ اس کے بیٹے کی تربیت اس سے دور ہو؛ اس لیے کہ اس نے بھی میری طرح پہلی شادی کی تھی اور پھر طلاق ہوگئی، اور اس کا بھی ایک دس سالہ بیٹا ہے جو اس سے دور رہ کر تربیت پا رہا ہے، اب وہ اس کا دوبارہ تجربہ نہیں کرنا چاہتا، اور وہ مجھ سے محبت کا بھی دعوی کرتا ہے، اب مجھے پتہ نہیں چل رہا کہ اس سلسلہ میں اپنے سسرال والوں کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے خاوند سے کہا کہ اس گھر سے کہیں اور چلے جاتے ہیں، لیکن میری ساس نے بیٹے کو کہا کہ تیری بیوی خائن ہے اور ممکن ہے اس کے بعد سامان چوری کرکے اس پر چوری کا الزام لگا دوں، اور بیٹے کو کہا: ہمارا گھر میں رہنا امن ہے، کیونکہ وہ مستقل طور پر گھر میں ہی رہتے ہیں اور یہ سامان چوری نہیں کرسکے گی، اور ساس بیٹے کو مجھے طلاق دے کر اور شادی کرنے کا کہتی رہتی ہے؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

اول:

عرفی شادی کی ایک قسم تو باطل ہے، اور ایک دوسری صورت میں وہ ناقص ہوگی، باطل اس طرح کہ عورت اور مرد کا عقد نکاح اس حالت میں ہو کہ عورت کا ولی اس شادی پر موافق نہ ہو اور ولی کے بغیر شادی انجام پائے

اور ناقص اس طرح ہوگی کہ جب یہ شادی خفیہ ہو اور اس کا اعلان نہ کیا جائے، کہ مرد کی طرف سے ابتدا ہو اور عورت کے خاندان والوں کا اس کا علم بھی نہ ہو، افسوس ہے کہ بعض اسلامی ممالک میں اس طرح کی شادی پائی جاتی ہے، یہ ایسی صورت ہے جو باطل نکاح کی صورتوں میں سے ایک صورت ہے، بلکہ یہ اصل میں نکاح ہی نہیں!!

اس کے تفصیلی مسائل واحکام آپ سوال نمبر (45513) اور (45663) کے جوابات میں دیکھ سکتے ہیں

دوم:

خاوند پر بیوی کے حقوق میں شامل ہے کہ وہ بیوی کے ساتھ حسن معاشرت کرے اور اس کے ساتھ بہتر اور اچھی بود و باش اختیار کرتے ہوئے زندگی گزارے اور بیوی کا احترام

کرے اوراس کوذلیل کرنے کی کوشش مت کرے

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ توکبھی کسی عورت پرہاتھ اٹھایا اورنہ ہی کسی خادم پر، لیکن آپ نے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے ضرورہاتھ اٹھایا"

صحیح مسلم حدیث نمبر (2328).

اور حکیم بن معاویہ القشیری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا :

"میں نے عرض کیا : اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم پراپنی بیوي کا کیا حق ہے ؟

تورسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جب خود کھاؤ تواسے بھی کھلاؤ، اورجب خود پہنو تواسے بھی پہناؤ، اورنہ تواس کے چہرے پرمارو، اورنہ ہی اس قبیح قول کہو، اوراس سے گھر کے علاوہ کہیں اوربستر سے علیحدہ مت ہو"

سنن ابوداود حدیث نمبر (2142) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1850) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابوداود میں اسے صحیح قرار دیا ہے

المناوی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" بیوی کومارنا حرام ہے، الا یہ کہ نشوز کی حالت میں "

دیکھیں : فیض القدیر (66/1).

اورشوکانی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اس باب کی حدیث سے یہ ظاہر ہے کہ : بیوی سے بستر کی علیحدگی اوراسے مارنا جائز نہیں، الا یہ کہ وہ کوئی واضح فحش کام وغیرہ کرے، اورحدیث میں مطلقا عورت کومارنے کی ممانعت وارد ہے

دیکھیں : نیل الاوطار (263/6).

اورامام صنعانی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"قولہ : (لا تقبح) یعنی اسے کوئی ایسی بات مت سناؤجسے آپ ناپسند کرتے ہوں، اورآپ اسے سخت اورترش اورگندی بات کہیں "

دیکھیں سبل السلام (150/1).

چنانچہ خاوند پرواجب ہے کہ اللہ کا ڈروتقوی اختیار کرے اوراسے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اس کےلیے بیوی کی کسی ایسے معاملہ میں تذلیل کرنا حلال نہیں جوماضی میں ہوچکا ہے اورختم ہوچکا ہو، اوراسے یہ بھی علم ہونا چاہیے کہ اس طرح وہ اپنے ساتھ بھی براسلوک کررہا ہے کیونکہ اسے شادی سے قبل اپنی بیوی کی شادی کا علم ہوچکا تھا، اوراس کے باوجود اس نے اسے بطور

بیوی اور اپنی اولاد کی ماں قبول کیا، اس لیے جو عیب وہ بیوی کو دے گا وہ عیب اسے خود بھی حاصل ہو گا، اور جس طرح وہ بیوی کی بے عزتی اور تذلیل کریگا تو اس میں اس کے اپنے نفس کی تذلیل و بے عزتی ہے

اس لیے اس پر واجب و ضروری ہے کہ وہ بیوی سے حسن سلوک اور بہتر معاشرت کے ساتھ رہے، اور بیوی کے حقوق کی ادائیگی کرے، اور اسے ایک اہم معاملہ پر متنبہ رہنا چاہیے کہ ظالم شخص کے لیے دنیا میں بھی سزا ہے اور اس کا آخرت میں بھی انجام اچھا نہیں، اور ظلم ان گناہوں میں شامل ہوتا ہے اللہ تعالی نے جن کی سزا آخرت سے قبل دنیا میں بھی رکھی ہے

انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" دو چیزوں کی سزا دنیا میں جلد دی گئی ہے، ایک تو بغاوت اور دوسری والدین کی نافرمانی "

رواہ الحاکم (196/4) علامہ البانی رحمہ اللہ نے السلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ (1120) میں اسے صحیح قرار دیا ہے

اور اگر یہ خاوند اپنی بیوی کا ماضی نہیں بھولتا، اور وہ اسے ذلیل و رسوا کرنے پر اصرار کرے تو وہ عورت اپنے ذمہ نہ رکھے، بلکہ اسے طلاق دے کر اسے پورے حقوق ادا کر کے فارغ کرے جس پر اتفاق ہوا ہے

لیکن کہ وہ اسے اپنی زوجیت میں بھی رکھے اور اس کے حقوق ادا نہ کرے، یا پھر اسے اپنی زوجیب میں رکھ کر اسے ذلیل و رسوا کرے اور اس کی تحقیر کرتا پھرے تو اس کے لیے حلال نہیں "

مزید استفادہ کے لیے آپ سوال نمبر (41199) اور (10680) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں

سوم :

خاوند کو نہیں چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دینے میں اپنے والدین کی رغبت پر عمل کرے، کہ اگر والدین اسے کہیں کہ بیوی کو طلاق دے دو تو وہ ان کی بات مان کر طلاق دے دے ہاں یہ ہو سکتا ہے جن اسباب کی بنا پر والدین طلاق دینے کا مطالبہ کرتے ہیں وہ اسباب شرعی ہوں، یعنی بیوی کو معصیت و فحاشی کا کام کرے، یا پھر کسی واجب کو ترک کرنے والی ہو

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے درج ذیل سوال کیا گیا :

ایک شخص نے والدین کی اجازت سے شادی کی اور شادی کے بعد تین برس تک بیوی کے ساتھ رہا اور اس کی اولاد بھی ہوئی تو والدین نے بغیر کسی سبب اور غلطی کے بیوی کو طلاق دینے کا مطالبہ کر دیا، نہ تو بیوی سے خاوند کے بارہ کوئی گناہ ہوا اور نہ ہی ساس کے ساتھ اور پھر خاوند اور بیوی آپس میں بہت محبت بھی کرتے ہیں، اب اس شخص کو کیا کرنا چاہئے : آیا والدین کی نافرمانی کے ڈر سے وہ بیوی کو طلاق دے یا نہ دے ؟

کمیٹی کے علماء کرام کا جواب تھا :

مذکورہ شخص کو چاہیے کہ وہ اپنی ماں سے نیکی و حسن سلوک کرے، اور ماں سے اچھی کلام بھی کرے اور حسب استطاعت ماں کے ساتھ اچھے فعل سے پیش آئے، اور اگر تو اس کی بیوی دینی اور اخلاقی طور پر اسے پسند ہے تو اس کے لیے اسے طلاق دینا واجب نہیں

الشیخ عبد العزیز بن باز

الشیخ عبد الرزاق عفیفی

الشیخ عبد اللہ بن غدیان

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (31/20).

اور شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا :

آپ کو معلوم ہے آج کل جو معاشرے میں تعصبات پیدا ہوچکے ہیں " یہ میرا قبیلہ ہے، اور یہ میرا قبیلہ نہیں، اس کا تعلق میرے قبیلہ اور برادری سے اور یہ غیر برادری سے تعلق رکھتا ہے "ایک شخص نے کسی دوسری برادری میں شادی کرلی تو اس کا والد اس پر ناراض ہوکر کہنے لگا اس عورت کو طلاق دو وگرنہ میں میرے اور تیرے درمیان کوئی تعلق نہیں، اس سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا :

"اگر خاوند کو یہ عورت دینی اور اخلاق طور پر پسند ہے تو اسے طلاق نہیں دینی چاہیے، چاہے اس کا والد اسے طلاق دینے کا حکم بھی دے تو وہ اس سلسلہ میں والد کی بات نہ سنے اور اس کی اطاعت مت کرے، اور اس میں وہ نافرمان شمار نہیں ہوگا، بلکہ والد قطع تعلقی کر رہا ہے : کیونکہ اس کا کہنا ہے :

اگر تم اس کو طلاق نہیں دیتے تو میں تم سے تعلق ختم کرلونگا، لہذا اس طرح تو وہ خود قطع رحمی کر رہا ہے، اور اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد بپا کردو، اور رشتے ناطے توڑ ڈالو یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی ہے محمد (22-23).

بلاشک وشبہ خاوند اور بیوی میں تفرقہ اور اختلاف ڈالنا اور علیحدگی کی کوشش کرنا زمین میں فساد کے مترادف ہے، اسی لیے اللہ سبحانہ وتعالی نے اس عمل کو جادوگروں کا فعل قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے :

پھر لوگ ان سے وہ کچھ سیکھتے جس سے خاوند اور بیوی میں جدائی ڈال دیں البقرۃ (102).

اور جادوگر زمین میں فساد کرنے والے شمار ہوتے ہیں جیسا کہ موسی علیہ السلام نے فرمایا تھا اللہ سبحانہ وتعالی نے ان کا یہ قول نقل کرتے ہوئے فرمایا :

اور جب انہوں نے ڈالا تو موسی (علیہ السلام) نے فرمایا یہ جو کچھ تم لائے ہو جادو ہے، یقینی بات ہے کہ اللہ تعالی اس کو ابھی درہم برہم کیے دیتا ہے، یقینا اللہ تعالی ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا یونس (81).

چنانچہ جادوگر وہ کو موسی علیہ السلام نے فسادیوں میں شمار کیا، اور ان کا سب سے عظیم جادو خاوند اور بیوی کے درمیان جدائی اور علیحدگی کرانا ہے، اس لیے یہ باپ جو اپنے بیٹے اور بہو کے مابین علیحدگی اور جدائی کی کوشش کر رہا ہے اس کا یہ عمل جادوگروں کے فعل کی جنس سے ہی ہے، اور وہ زمین میں فساد وخرابی پیدا کرنا ہے

اس طرح جو باپ اپنے بیٹے کو کہتا ہے کہ بیوی کو طلاق دو وگرنہ وہ اس سے قطع تعلقی کرلیگا، تو اس طرح باپ خود قطع رحمی کر رہا ہے اور زمین میں فساد کا باعث بن رہا ہے، اس لیے وہ درج ذیل آیت کے تحت آتا ہے :

فرمان باری تعالی ہے :

اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد بپا کر دو، اور رشتے ناطے توڑ ڈالو یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی ہے محمد (22-23).

اب میں بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہوں : آپ جو جب اپنی بیوی کا دین اور اخلاق اچھا لگتا اور پسند ہے تو آپ اسے اپنے پاس رکھیں، اور طلاق مت دیں

اور والد کو میری نصیحت یہ ہے کہ : وہ اپنے آپ کے متعلق اللہ سے ڈرتا ہوا تقوی اختیار کرے، اور اپنے بیٹے اور بہو کے درمیان جدائی اور علیحدگی کی کوشش مت کرے، اس طرح وہ زمین میں فساد و خرابی پیدا کرنے کا باعث ہوگا، اور اسی طرح اس قطع رحمی میں بھی

اور ہم بیٹے کو یہ کہتے ہیں کہ : آپ جس طرح ہیں اسی طرح رہیں اور بیوی کو ساتھ رکھیں، چاہے آپ کا والد ناراض ہو یا خوش، اور چاہے وہ آپ سے قطع تعلقی کرتا ہے یا صلہ رحمی لیکن اگر بالفرض باپ اپنی اس دھمکی پر عمل درآمد کرتے ہوئے آپ سے قطع تعلقی کر لے تو آپ اس کے پاس جا کر اس سے صلہ رحمی کی کوشش کریں، اور اگر وہ انکار کر دے تو اس کا گناہ اکیلے باپ پر ہوگا

ہو سکتا ہے کچھ لوگ یہ کہیں کہ :

عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے، لہذا بیٹے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بیوی کو طلاق دے دی تھی، اور میں بھی اپنے بیٹے کو حکم دیتا ہوں کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے ؟

اس کے متعلق ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ : اس مسئلہ کے بارہ میں امام احمد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا : ایک شخص آیا اور کہنے لگا : میرے باپ مجھے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم دے رہا ہے ؟

تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اسے کہا :

" چاہے وہ تجھے حکم بھی دے تو بھی بیوی کو طلاق مت دو "

میرے خیال میں امام احمد رحمہ اللہ نے اس شخص سے دریافت کیا تھا کہ : کیا وہ اپنی بیوی میں رغبت رکھتا ہے یا نہیں ؟

اور جب اس شخص نے امام احمد رحمہ اللہ کو اپنی بیوی میں رغبت رکھنے کا بتایا تو امام احمد نے فرمایا :

" اسے طلاق مت دو "

تو وہ کہنے لگا : کیا عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے کو حکم نہیں دیا تھا کہ وہ اپنی بیوی طلاق دے تو بیٹے نے اسے طلاق دے دی تھی ؟

تو امام احمد رحمہ اللہ کہنے لگے :

کیا تمہارا باپ عمر ہے ؟

عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے کو صرف کسی خواہش یا تعصب کی بنا پر طلاق دینے کا حکم نہیں دیا تھا، لیکن یہ حکم کسی ایسے عمل کی بنا پر جس میں انہوں نے مصلحت دیکھی تھی

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ :

جب تک بیٹے کو اپنی بیوی کا اخلاق اور دین اچھا لگتا ہے اور پسند ہے وہ اپنی بیوی کے ساتھ رہے اور اسے طلاق مت دے چاہے بیٹے کے ماں اور باپ راضی ہوں یا ناراض

دیکھیں: لقاءات الباب المفتوح (72) سوال نمبر (7).

مزید تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (44923) اور (47040) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں

واللہ اعلم.

الاسلام سوال وجواب

112067